حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک دن کی مصروفیات کی ایک جھلک

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معمول کی مصروفیات سے متعلق ایک مضمون

از ۔ مبارک صدیقی

میرا دوست مجھے اپنے بیٹے کی شادی کا کارڈ تھما رہا تھا لیکن اُسکا چہرہ کچھ مغموم اور لہجہ قدرے اُداس تھا۔ وجہ پوچھنے پہ کہنے لگا کہ میری بڑی خواہش تھی کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میرے بیٹے کی شادی میں شرکت فرماتے۔ اس سلسلے میں، میں حضور سے ملاقات کرنے بھی گیا تھا میری بڑی خواہش تھی کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات میں بڑی دیر تک بیٹھتا اور اپنے سارے حالات بتاتا لیکن مجھے ملاقات کے لئے صرف تین چار منٹ کا وقت ملا، ابھی میں نے اور باتیں کرنی تھیں لیکن پرائیویٹ سیکریٹری صاحب مسکراتے ہوئے کمرے میں آگئے اور ملاقات ختم ہوگئی۔ یقیناً اُسکی اُداسی میں خلوص محبت چاہت اور عقیدت چھلک رہی تھی۔ ملاقات کے جس دورانیے کا وہ ذکر کر رہا تھا میرے خیال میں وہ بڑا خوش قسمت آدمی تھا۔ وہ جن کے دیدار کے لئے نوبل انعام یافتہ لوگ، عالمی عدالتوں کے جج، اداروں کے سربراہان مختلف ممالک کے وزراء دانشور صحافی ادیب کالم نگار جماعت احمدیہ کے بڑے بڑے علمائے کرام ہجوم میں ایڑیاں اُٹھا اُٹھا کے دیکھتے ہوں یا مصافحے کے لئے بصد ادب و احترام قطاروں میں ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے ہوں، ایسے بابرکت وجود کے روبرو بیٹھ کے اُس روح پرور ماحول سے کس کا دل کرتا ہے کہ وہ وہاں سے اُٹھے۔ مجھے یاد ہے کہ اس دوست کی طرح ایک دن میں نے بھی ایسا ہی سوچا تھا لیکن پھر جب آہستہ آہستہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کو دیکھا تو جانا کہ ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی روبرو ملاقات کا ایک لمحہ اور دیدا کی ایک جھلک بھی محض اللہ تعالیٰ کا فضل انعام اور غنیمت ہے۔

سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پرنس ایڈوڈ کو مسجد فضل کے دورہ کے موقعہ پر شرفِ ملاقات بخشا

ایں سعادت زور بزور نیست ۔ ہر کسی کے مقدر میں یہ لمحہ نہیں آتا۔ دنیا بھر میں سینکڑوں نہیں ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں احمدی ایسے ہیں جو امام وقت کی ایک جھلک کے لئے ترستے ہیں۔ پاکستان کے احمدیوں سے پوچھئے جن کے دل کا حال ایسا ہے کہ بقول حافظ شیرازی

باز آ کہ در فراق تو چشم زگریہ باز

چوں گوشِ روزہ دار براللہ اکبر است

تیرے فراق میں، میں ایسے اشکبار اور بیقرار ہو کے تیری راہ دیکھتا ہوں جیسے روزہ کھلنے کے وقت روزہ دار کے کان اللہ اکبر کی صدا کی طرف لگے ہوتے ہیں اپنے اس مضمون میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جن مصروفیات کا ذکر میں کرنے جا رہا ہوں وہ میرے ذاتی مشاہدات کی باتیں ہیں۔ چونکہ میں پرائیویٹ سیکریٹری صاحب کے دفتر میں کام کرنے والا کارکن نہیں ہوں اس لئے وقت کا یا تعداد کا ذکر کرتے ہوئے کمی بیشی کا احتمال موجود ہے اسلئے ان اعداد و شمار کو بطور ریفرنس استعمال نہ کرنے کی عاجزانہ درخواست ہے۔ امام زمانہ کے کروڑوں عشاق کے ہجوم میں کھڑا میں بھی ایک ادنیٰ سا کارکن ہوں جس کا کہنا ہے

”گو کہ عاشق ہزاروں کھڑے ہیں اُدھر۔

چشم تر ہم بھی جائیں گے اُس راہگزر۔

ہم خطا کار ہیں جانتے ہیں مگر۔

اُس کی پڑ جائے ہم پہ بھی شائد نظر۔

آؤ اُس سے ملیں۔“

بات یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمارے لئے ایک شفیق باپ کی طرح ہیں اور ساری جماعت کے افراد اُنکے لئے بچوں کی طرح ہیں۔ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ ایک سال میں کل پانچ لاکھ پچیس ہزار چھ سو منٹ ہوتے ہیں۔ اب ایک شفیق باپ نے امام وقت نے، اگر پندرہ سے بیس کروڑ بچوں کو وقت دینا ہو، انکی دین و دنیا میں کامیابی کے لئے تربیت کرنی ہو، اُنکے دکھ درد کا مداوا کرنا ہو، انہیں دنیا کے مصائب اور ابتلاؤں سے اور آزمائشوں سے بچانے کے لئے بھرپور کوشش کرنی ہو، انکے لئے اور اُن کی آئندہ نسلوں کی سہولیات کے لئے بڑے بڑے منصوبے بنانے ہوں تو ضرب تقسیم کے بعد ایک سال میں جتنے سیکنڈ یا سیکنڈ کا جتنا حصہ ہمارے حصے میں آتا ہے ہم سب اس بات کے گواہ ہیں اور شکر گزار ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت کے باعث ہم سب کو اس سے کہیں زیادہ وقت مل رہا ہے اور صرف یہی ایک پہلو اس بات کا گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی خلیفہ بناتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی قدم قدم پہ تائید و نصرت کے ساتھ ہی یہ سارے مرحلے طے ہوتے ہیں ورنہ اگر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی روزانہ کی مصروفیات کو دیکھا جائے تو حسابی ضربوں تقسیموں کے مطابق یہ سب ممکن ہی نہیں ہے اور اسے معجزہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہے۔

ایک چھوٹے سے حلقے کے صدر جماعت کو بعض اوقات اتنا خط و کتابت کا کام ہوتا ہے پروگرام منعقد کرنے کے لئے اتنے انتظامات کروانے پڑتے ہیں کہ بعض اوقات گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے کہ اتنا کام کیسے ہوگا۔ اُس کے پاس بھی نائب صدر، جنرل سیکریٹری اور پوری مجلس عاملہ ہوتی ہے۔ خلیفہ وقت نے تو پوری دنیا کے کروڑوں احمدیوں کی روحانی ترقی اور تربیت کے ساتھ ساتھ پوری جماعت احمدیہ کے اداروں کے انتظامی امور کے حوالے سے راہنمائی فرمانی ہوتی ہے

میں اپنی بات کو آسان کر دیتا ہوں مثال کے طور پہ اگر کوئی دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے بیس گھنٹے مسلسل بھی کام کرے تو اُس کے پاس کل بارہ سو منٹ ہوں گے۔ ان بارہ سو منٹوں میں ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے دو سو سے زائد ممالک سے آئے ہوئے تقریباً پندرہ سو خطوط دیکھنے ہوتے ہیں۔ بہت سے خطوط کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے لیکن میں اپنے مشاہدات کی روشنی میں

کہہ سکتا ہوں کہ ان خطوط میں سے ایک اچھی خاصی تعداد ایسے اداروں یا اداروں کے شعبہ جات کے سربراہان کے طرف سے ہوتی ہے جسے اصل پیش کرنا ہی ضروری ہوتا ہے کیونکہ وہ ایسے خطوط ہوتے ہیں کہ اُن پر صرف خلیفہ وقت ہی کوئی فیصلہ صادر فرما سکتے ہیں۔ بہت سے دفتری اور انتظامی امور کے فوری فیصلہ طلب خطوط ہوتے ہیں۔ بہت سے ممالک سے امرائے کرام مربیان کرام مشنری انچارج اور مختلف شعبہ جات کے سربراہان، صدران اور منتظمین نے ایسے سوالات پوچھے ہوتے ہیں جن پر حتمی فیصلے کی ضرورت ہوتی ہے۔ خدا تعالی کے فضل سے جماعت احمدیہ پوری دنیا میں ترقی کر رہی ہے۔ کہاں مسجد بنانی ہے۔ کہاں مشن ہاؤس بنانا ہے، کیا یہ جگہ مسجد کے لئے خرید لی جائے، جلسہ سالانہ کب کہاں منعقد کیا جائے سکول کہاں پہ بنایا جائے ہسپتال کہاں پہ بنایا جائے یہ ذمہ داری کس کے سپرد کی جائے فلاں ملک

والے خطوں میں اپنے دل کی باتیں دل کھول کر بیان کرتے ہیں بلکہ خط میں اپنا دل رکھ دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ انتخاب سخن کی ڈاک دیکھتے ہوئے میں نے ایک خط پڑھا جو کہ دراصل حضور انور کے نام تھا لیکن غلطی سے میری ڈاک میں شامل ہو گیا تھا۔ کسی بیٹی نے اپنے حالات کا ایسا بیان لکھا ہوا تھا کہ جسے پڑھ کے میں کئی دن تک سخت غمگین رہا کہ کوئی اتنی زیادہ مشکلات کا بھی شکار ہو سکتا ہے۔ پیارے حضور کو روزانہ ایسے بے شمار خط ملتے ہیں جنہیں اگر کوئی عام انسان پڑھے تو شائد اُسکے اعصاب جواب دے جائیں۔ اگر میں اُس خط کا ایک پیراگراف لکھوں (جو ظاہر ہے میں کبھی بھی نہیں لکھوں گا صرف مثال کے طور پر کہہ رہا ہوں) تو اُسے پڑھ کے کسی کو گلہ نہیں رہے گا کہ حضور نے فلاں موقع پر مجھے وقت کیوں نہیں دیا یا مجھے مسکرا کے کیوں نہیں دیکھا۔ آپ صرف یہی کہیں گے اور یقیناً سب احمدی یہی کہتے ہیں

میں جماعت کے افراد کو ان مشکلات کا سامنا ہے فلاں احمدی اس وقت ان حالات سے دوچار ہے کیا کیا جائے دنیا کے فلاں فلاں خطے میں اس وقت انسانی ہمدردی کی بنیاد پہ خدمت خلق کے منصوبوں کی ضرورت ہے کیا کیا جائے۔ پیارے حضور کیا یہ کر لیا جائے کیا یہ نہ کیا جائے کب کیسے کہاں؟ ایسے سینکڑوں سوالات، درخواستیں منصوبے خطوط کی صورت میں سامنے ہوتے ہیں۔ اب دنیاوی ضربوں تقسیموں کے حساب سے پندرہ سو خطوط کو پڑھنے اور جواب دینے میں اگر فی خط آدھ منٹ بھی ہو تو کم از کم ساڑھے سات سو منٹ درکار ہو سکتے ہیں۔ جبکہ آپ بہتر جانتے ہیں کہ بعض خطوط بہت زیادہ وقت بھی لے سکتے ہیں۔

پھر ذاتی نوعیت کے خطوط ہوتے ہیں۔ خلیفہ وقت چونکہ جماعت کے لئے ایک شفیق باپ کی طرح ہیں تو دنیا بھر سے امام وقت سے پیار کرنے

''امامِ وقت کے لئے یہ جان بھی نثار ہے''

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالی بنصر العزیز کے طرف سے آنے والے خطوط کے جوابات دیکھ کے ہم گواہی دے سکتے ہیں کہ اللہ تعالی کے فضل سے ہر خط پیارے حضور کی شفقت بھری نظروں سے گزرتا ہے اور ہمارے لئے دعاؤں اور برکتوں کا باعث بنتا ہے۔ پیارے حضور کو علم ہوتا ہے کہ اس وقت فلاں ملک کے فلاں شہر یا گاؤں میں فلاں بچی اپنے گھر میں خوش نہیں ہے۔ فلاں بچے کو تعلیم جاری رکھنے کے لئے مالی مدد کی ضرورت ہے

فلاں احمدی شخص اس وقت کس مشکل میں گرفتار ہے اور فلاں بیٹی کی شادی میں تاخیر ہو رہی ہے۔ تمام اداروں کے انتظامی امور کی دیکھ بھال اور پوری جماعت کی تربیت کے ساتھ ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالی بنصرہ

العزیز کس کس طرح اور کس کس رنگ میں مستحق احباب کا خیال رکھتے ہیں اور اُنکی دادرسی کی کوشش فرماتے ہیں اُسکی فہرست کچھ ایسی طویل ہے کہ کسی کو پوری طرح علم نہیں ہے اور کسی کو بھی کانوں کان خبر نہیں ہے ہاں ہم یہ ضرور کہیں گے کہ ہمارے پیارے حضور انور، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ان جذبات کی تصویر نظر آتے ہیں ”مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است۔ ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم“

ایشیاء کے کسی دور افتادہ گاؤں سے کوئی خط ہو یا افریقہ کے کسی جنگل کی کسی آبادی سے کوئی خط ہو امریکہ سے آسٹریلیا سے یا یورپ کے کسی ملک سے، کوئی یہ تصور بھی نہ کرے کہ اُسکا خط حضور انور تک نہیں پہنچے گا۔ حیرت انگیز تجربہ ہے کہ حضور انور کو دنیا کے جس خطے سے جس پوسٹ سے جس ذریعے سے جس شخص کے ہاتھ بھی خط روانہ کریں اُس کا دعاؤں بھرا

جواب مل جاتا ہے۔

یہ جو اوپر میں نے روزانہ خطوط کی تعداد پندرہ سو لکھی ہے بہت محتاط ہو کے اور کم سے کم لکھی ہے۔ ایک مرتبہ مکرم و محترم منیر جاوید صاحب جنہیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پرائیویٹ سیکریٹری ہونے کا اعزاز حاصل ہے اُن سے اس موضوع پہ بات ہو رہی تھی انہوں نے بتایا کہ عام دنوں میں خطوط وغیرہ کی تعداد تقریباً پندرہ سو روزانہ ہے لیکن بعض دنوں میں تو ان خطوط اور فیکسز اور پاکستان سے آئی ڈاک میں شامل خطوط اور خلاصوں کی تعداد ملا کے یہ ڈاک پانچ ہزار تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ خاکسار کے دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ عام دعائیہ خطوط کے علاوہ دنیا بھر کے مربیان کرام امرائے کرام اور مختلف تنظیموں کے صدران وغیرہ بھی فوری نوعیت کی اطلاعات وغیرہ بذریعہ فیکس بھجواتے ہیں اور اسطرح بعض دنوں میں ہماری فیکس مشین میں ایک دن میں کاغذوں کے دو پیکٹ سے زائد کاغذ ڈالنے پڑتے ہیں جبکہ ایک پیکٹ میں پانچ سو کاغذ ہوتے ہیں۔ یہ سب پیغامات ایسے ہوتے ہیں جو فوری توجہ طلب ہوتے ہیں اور فیکس بھجوانے والے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی کے طلبگار اور جوابی ہدایات کے منتظر بیٹھے ہوتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک بہت قریبی اور بچپن کے دوست کے ساتھ بیٹھنے کی سعادت ملی۔ انہوں نے بتایا کہ ایک دن میں حضور کے دفتر میں یا غالباً گھر میں حضور کے ساتھ موجود تھا تو خطوں کا ایک پیکٹ میں نے ایک میز سے اُٹھا کے دوسری میز پہ کچھ بے احتیاطی سے رکھا تو اس پہ حضور انور نے انتہائی فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ احتیاط سے رکھیں۔ یہ خط مجھے اپنی جان کی طرح عزیز ہیں (حضور کے اصل الفاظ انہیں یاد نہ تھے لیکن اُن کا کہنا تھا کہ حضور کے کچھ ایسے جذبات تھے)

یہ خطوط جو دنیا بھر سے آتے ہیں یہ مختلف زبانوں میں لکھے ہوتے ہیں۔ ان میں اردو انگریزی عربی کے علاوہ بنگلہ رشین فرنچ ترکش چائنیز سواحیلی جرمن ڈچ سپینش البانین بلغارین بوسنین انڈونیشین فارسی ملائی تامل اور دیگر زبانوں میں خطوط ہوتے ہیں۔ بعض خطوط علاقائی زبانوں میں بھی ہوتے ہیں مثلاً پشتو یا سندھی میں پھر ہندوستان کی بہت سے علاقائی زبانوں میں خطوط ہوتے ہیں۔ اب ایسے خطوط کا فوری طور پر متعلقہ زبان کے ماہر سے ترجمہ کروا کے حضور انور کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور اگر اُس زبان کو سمجھنے والا یہاں برطانیہ میں کوئی نہ ملے تو فیکس کر کے خط اُسی ملک بھجوا کے اُسکا ترجمہ منگوایا جاتا ہے۔ ان خطوط کی مختلف اقسام ہوتی ہیں بعض خطوط مختصر لیکن ان کے جوابات کے لئے بہت لمبا وقت اور تحقیق درکار ہوتی ہے۔ بہت سے

خطوط ایسے ہوتے ہیں کہ اُنکا جواب دینے سے پہلے اس خط کے متعلقہ شعبہ سے رپورٹ منگوا کر پھر حضور انور جواب دیتے ہیں۔ خطوط کی سینکڑوں اقسام میں سے ایک قسم کا ذکر کرتا ہوں۔ بعض لکھنے والوں نے حضور انور سے ہومیو پیتھی نسخہ تجویز کرنے کی درخواست کی ہوتی ہے۔ اب بعض احباب کو تو حضور انور خود نسخہ تجویز فرما دیتے ہیں لیکن بعض پیچیدہ بیماریوں کی تشخیص اور دوائی تجویز کرنے کے لئے خط ہومیو پیتھی کے شعبہ کو بھجوایا جاتا ہے اور وہ اس پر مکمل تحقیق کر کے رپورٹ حضور انور کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ پھر اس رپورٹ کے پیش نظر حضور انور جو ادویات تجویز فرماتے ہیں وہ خط میں لکھ کے انہیں خط کا جواب دیا جاتا ہے

اللہ تعالی قدم قدم پہ ہمارے پیارے امام کا حامی و مددگار رہے

آپ دنیا میں جہاں کہیں بھی ہوں دنیا بھر سے آئے ہوئے خطوط کے خلاصے یا

پھر موسم گرم ہو یا برفباری ہو تیز بارش ہو یا ہوائیں چل رہی ہوں حضور انور دفتر میں موجود ہوں یا آسٹریلیا سے دو دن کا سفر کر کے مسجد فضل لندن پہنچے ہوں آپ اللہ تعالی کے فضل کے ساتھ پانچوں نمازیں با جماعت پڑھاتے ہیں۔ ایک نماز کی تیاری وضو اور پڑھانے میں اگر کم از کم بیس منٹ بھی لگیں تو پانچ نمازوں کے لئے ایک سو منٹ درکار ہیں۔ سنتیں نوافل تہجد قرآن پاک کی تلاوت الگ سے ہیں۔ بعض نمازوں کے بعد نکاح پڑھانے، قرآن پاک کی تقاریب آمین اور نماز ہائے جنازہ ان کے علاوہ ہیں۔

ان سینکڑوں خطوط کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ، روزانہ دن بھر بہت سی دفتری ملاقاتیں بھی ہیں جن میں دنیا بھر میں ہونے والے پروگراموں کی تفصیلات طے کرنا اور منظوری عطا فرمانا بھی شامل ہے۔ آپ سب جانتے

تفصیلات اور اطلاعات دوران سفر بھی آپکی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں اور حضور ہدایات لکھواتے جاتے ہیں۔ اور جیسا کہ اوپر عرض کیا کہ ان خطوط کے لئے ہی اگر دیکھا جائے تو ایک دن میں کم از کم، کم از کم سات آٹھ سو منٹ درکار ہو سکتے ہیں۔

یہ وہ خطوط ہیں جو براہ راست حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کے نام دنیا بھر کے احمدیوں کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اب ان خطوط کے علاوہ ہر شعبے اور ادارے کی اپنی ڈاک بھی ہوتی ہے جو ان کے سربراہ اپنے ساتھ لے کے حضور انور سے ملاقات کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور حضور انور سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ قارئین کرام اتنے زیادہ خطوط اور انکے لئے ایسے پیارے دعاؤں بھرے شفقتوں بھرے محبتوں بھرے جوابات یقیناً یہ سب اللہ تعالی کی خاص مدد کے ساتھ ہی ممکن ہے۔

ہی ہیں کہ خدا تعالی کے فضل سے جماعت احمدیہ کس طرح منظّم طریقے سے اور امام وقت کی نگرانی میں ہر کام سرانجام دیتی ہے۔ تعلیم و تربیت، قران پاک کی دنیا بھر میں اشاعت اور خدمت انسانیت کے منصوبہ جات کی تیاری اور منظوری کے مراحل مہینوں بلکہ سالوں پہلے سے شروع ہو جاتے ہیں۔ صدر انجمن کا ادارہ ہے جسکے ماتحت درجنوں ادارے ہیں، تحریک جدید کا دفتر ہے جسکے ماتحت کئی ادارے ہیں، وقف جدید کا دفتر ہے جسکے ماتحت کئی شعبے ہیں۔ ایم ٹی اے انٹرنیشنل ایک بڑا وسیع ادارہ ہے اور تمام تر پروگراموں کی تفصیل حضور انور کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے اور راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ وکالت تبشیر کا ادارہ ہے جو دنیا بھر میں مربیان کرام اور دو سو ممالک میں ہونے والوں پروگراموں کے بارے میں حضور انور سے رہنمائی حاصل کرتا ہے۔ وکالت مال ہے، امام صاحب کا دفتر ہے، دنیا بھر میں خدام

انصار، لجنہ کی ذیلی تنظیمیں ہیں، دوسو سے زائد ممالک کے امراء ہیں ۔ دنیا بھر میں مساجد بن رہی ہیں ہسپتال بنائے جا رہے ہیں قرآن پاک کی اشاعت کے لئے پرنٹنگ پریس لگائے جا رہے ہیں خدمت خلق کے ادارے ہیں صحت کے ادارے ہیں تعلیم کے ادارے ہیں تربیت کے ادارے ہیں ۔ضیافت کے شعبے ہیں ۔مختلف اخبارات رسائل اور جریدے ہیں یہاں برطانیہ میں کل عالم تک اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے اردو انگریزی کے علاوہ عربی ڈیسک قائم ہے۔ پھر بنگلہ ڈیسک ہے، رشین ڈیسک ہے فرنچ ڈیسک ہے چائینز ڈیسک ہے اور ترکش ڈیسک ہے اگر سارے شعبوں کے نام لکھنا شروع کروں تو اس کے لئے ایک الگ فہرست چاہئے ۔یہ تمام ڈیسک یہ تمام شعبہ جات اپنی اپنی زبانوں میں قرآن پاک کی تعلیم عام کرنے کے لئے اور، احمدی احباب اور ساری دنیا کے لوگوں کی فلاح و بہبود کے

لئے حضور انور کی راہنمائی میں مصروف عمل ہی رہتے ہیں۔

صرف ایک ملک برطانیہ کی مثال لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ سرزمین برطانیہ کی خوش بختی ہے اور جماعت احمدیہ برطانیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ملک میں رہائش پذیر ہیں اس لئے اس برکت سے اس اعزاز کی وجہ سے جماعت احمدیہ برطانیہ کے تمام شعبہ جات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی براہ راست راہنمائی میں کام کرتے ہیں ۔یہاں برطانیہ میں ہر لوکل صدر جماعت اور اُسکی مجلس عاملہ کی منظوری بھی حضور انور کی اجازت سے ہوتی ہے اور یہاں کے تمام شعبہ جات مثلاً شعبہ امور عامہ شعبہ رشتہ ناطہ شعبہ تعلیم و تربیت شعبہ تبلیغ غرض ہر شعبہ براہ راست حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی میں کام کر رہا ہوتا ہے۔ پھر یہاں برطانیہ میں بھی دیگر ممالک کی طرح، جہاں بہت بڑے بڑے ادارے ہیں وہیں پہ چھوٹے پیمانے پہ بہت سی ایسوسی ایشنز ہیں ۔مثلاً ڈاکٹروں کی ایسوسی ایشن ہے ،آرکیٹیٹ اور انجینئروں کی ایسوسی ایشن ہے وکلاء کی ایسوسی ایشن ہے ٹیچرز ایسوسی ایشن ہے تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن ہے۔ اتنے شعبہ جات ہیں کہ انکی باقاعدہ ایک لمبی فہرست چاہئے ۔ ہر شعبہ اپنی اپنی ڈاک اپنی تجاویز اور اپنی رپورٹس ہاتھ میں تھامے حضور انور سے ملاقات کا وقت لے کر ملاقات میں یا بذریعہ خط و کتابت ہدایات لے رہا ہوتا ہے۔

صرف برطانیہ میں ہی ایسے بہت سے شعبہ جات ادارے اور تنظیمیں ہیں جن کے انچارج اپنے اپنے جماعتی کاموں کے لئے اکثر و بیشتر حضور انور سے ملاقات کر کے راہنمائی لینا چاہتے ہیں پھر آپ سب جانتے ہی ہیں جلسہ سالانہ برطانیہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ کہنے کو یہ تین دن کا جلسہ ہوتا ہے لیکن حضور انور کی راہنمائی میں سارا سال اس پہ کام ہوتا ہے اور اس کے منتظمین حضور انور سے ملاقاتیں کر کے ہدایات لیتے رہتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مہمانوں کی سہولیات کا خیال رکھنے کے لئے اتنی تفصیل سے انتظامات کا جائزہ لیتے ہیں اور ہدایات فرماتے ہیں کہ بتانے والے بتاتے ہیں کہ ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ جلسے پر آنے والا ہر مہمان پیارے حضور کا ذاتی مہمان ہے۔ پھر جلسہ سالانہ کے انعقاد سے ایک ہفتہ قبل آپ ہر شعبے میں جا کے خود انتظامات کا جائزہ فرماتے ہیں اور بہتری پیدا کرنے کی ہدایات جاری فرماتے ہیں۔ اُس ایک دن میں حضور مسجد فضل لندن، بیت الفتوح، ٹلفورڈ اسلام آباد اور جلسہ سالانہ کے مقام حدیقۃ المہدی آلٹن سرے میں تشریف لے جا کے اکثر شعبے کا جائزہ لیتے ہیں اور محدود وقت میں اتنی تیزی سے چلتے ہوئے ہر ہر شعبے کا جائزہ فرماتے ہیں کہ

حضورانور کے ساتھ چلنے والے بعض اوقات شدید تھک جاتے ہیں۔

اب دنیا کے دوسو ممالک کے سینکڑوں اداروں کے ہزاروں شعبہ جات کو ہدایات جاری کرنا ان سے معلومات حاصل کرنا انکی تجاویز کا جائزہ لینا اور مختلف پروگراموں اور فلاحی منصوبہ جات کی منظوری عطا فرمانا ان اداروں کی طرف سے آئی ہوئی رپورٹوں کو ملاحظہ فرمانا ان تمام کاموں کے لئے روزانہ اگر مختلف اوقات میں دس گھنٹے بھی صرف کئے جائیں تو اسکے لئے چھ سو منٹ درکار ہو سکتے ہیں۔ ان ساری مصروفیات میں جہاں پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اہم شعبوں کو وقت دیتے ہیں وہیں پہ چھوٹے پیمانے کے شعبہ جات بھی براہ راست حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات سے فیضیاب ہوتے رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ خاکسار نے کسی جماعتی کام کے سلسلے میں ملاقات کی درخواست بھجوائی تو

جواب آیا کہ ''مصروفیت بہت زیادہ ہے انشاءاللہ آئندہ '' میں بھی صبر کر کے خاموش بیٹھ گیا۔ اُسکے کوئی پانچ ماہ بعد خاکسار ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ نجانے کیوں لیکن میرا غالب گمان تھا کہ حضورانور کو اتنی مصروفیات میں کہاں یاد رہا ہوگا کہ کبھی کسی نے فلاں کام کے لئے ملنے کی درخواست بھجوائی تھی۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے ملنے کی درخواست کی تھی اُن دنوں میں بہت مصروف تھا لیکن اُسکے بعد آپ آئے ہی نہیں، رابطہ ہی نہیں کیا۔ میرا حال مت پوچھئے حافظ کے اُس شعر کا مفہوم میرے ذہن میں گھوم گیا کہ جب تیرے پیارے کو تیرے دل کے حال کا علم ہے تو کچھ اور آرزو کی ضرورت کیا ہے۔ ہاں اس سوچ میں ضرور پڑ گیا کہ ان پانچ چھ مہینوں میں کتنے ہی بڑے بڑے عہدوں پر فائز اور عام قسم کے بھی افراد پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملے ہوں گے یا انہوں نے ملنے کی درخواست کی ہوگی۔ حضور انور بیرون ملک دورے پر بھی گئے جہاں بہت سے لوگوں نے ملنے کی درخواستیں کی ہوں گی یا ملے ہوں گے۔ جرمنی کے جلسہ سالانہ میں بھی شرکت فرمائی تھی جہاں ہزاروں افراد جماعت تھے۔ کتنے ہی اہم منصوبوں پر بات چیت ہوئی ہوگی ان مصروفیات میں بھی ایک معمولی کارکن، عام فردِ جماعت یاد رہا۔ میں اور کیا کہوں سوائے یہ کہ الحمدللہ رب العلمین۔

مصروفیات کی بات ہو رہی تھی ہر شام کو احمدی افراد اپنے پیارے محبوب امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات اور دیدار کا شرف بھی حاصل کرتے ہیں۔ اگر ملاقات کی عام اجازت ہو تو شائد مسجد فضل لندن کی اردگرد کی گلیوں میں ٹریفک کا نظام مشکل کا شکار ہو جائے اور یہاں وانڈز ورتھ کی ساری ٹریفک پولیس کو صرف ان گلیوں میں ہی تعینات کر دیا جائے۔ محدود وقت کے باعث اور سب کو برابر موقع دینے کے لئے ہر روز شام کو عام طور پہ کوئی بیس کے قریب خاندان یا انفرادی طور پر احباب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کرتے ہیں۔ اگر ایک خاندان میں اوسطاً تین افراد بھی ہوں تو کوئی پچاس ساٹھ افراد روزانہ ملاقات کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ ان ملاقاتوں کے لئے اندازاً ایک سے ڈیڑھ گھنٹہ مختص ہوتا ہے۔ اگر ملاقاتیوں کی تعداد پر وقت کو تقسیم کیا جائے تو ایک ملاقاتی کے لئے ایک منٹ بھی نہیں مل سکتا۔ بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو بصد عقیدت و احترام اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت کے لئے ہزاروں میل کے فاصلے طے کر کے ملاقات کے لئے آئے ہوتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو اپنی کسی

ایسی پریشانی کا اظہار حضور انور کے ساتھ کرنے آئے ہوتے ہیں جو وہ پوری دنیا میں کسی اور سے نہیں کر سکتے۔ بہت سے ایسے طلباء ہوتے ہیں جو اپنے مستقبل کے لئے راہنمائی حاصل کرنے آئے ہوتے ہیں۔ بہت سے والدین اپنے بچوں کے مستقبل کے لئے حضور انور سے دعائیں اور راہنمائی حاصل کرنے کے لئے آئے ہوتے ہیں۔ بہت سے ملاقاتی ایسے ہوتے ہیں کہ خود اُن کی یا اُنکے بزرگوں کی دین کے لئے بہت خدمات اور قربانیاں ہوتی ہیں اور ایسے خوش نصیبوں کو بعض اوقات زیادہ وقت بھی مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے اور محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو صحت و شفایابی والی عمر دراز عطا فرمائے آپ آنے والے ہر ملاقاتی کو اُٹھ کے ملتے ہیں اور ملاقاتی کے جاتے ہوئے بھی اپنی کرسی سے اُٹھ کے الوداع کہتے ہیں۔ ہر ملنے والے کی دلداری فرماتے ہیں اور سبھی محبتوں اور دعاؤں کی دولت سمیٹے ہوئے

کے اپنے اپنے انداز ہوتے ہیں اور پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر قوم ہر ثقافت اور ہر لب و لہجے کے ملاقاتیوں سے مل کے اُنکے ماحول اور مزاج کے مطابق اُنکی دلداری فرماتے ہیں۔ ملاقاتیوں کے مزاج اور محبتوں کے انداز اور فرمائشوں کو دیکھ کے کوئی بھی زیرک انسان حضور انور کی شفقت کے ساتھ ساتھ ضبط اور حوصلے کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

امام وقت سے اپنی عقیدتوں کا محبتوں کا آپکی دعاؤں کی قبولیت کا اظہار اپنے اپنے رنگ میں کرنے والے جہاں زیادہ تر بڑے دانشور قسم کے لوگ ہوتے ہیں وہیں پہ کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو پیارے حضور کو کہنے کچھ گئے ہوتے ہیں اور عرض کچھ اور کر آتے ہیں۔ ایک صاحب ملاقات کے بعد باہر آئے تو اپنے آپ کو گریبان سے پکڑ کے جھنجوڑ رہے تھے۔ پوچھنے پر کہنے لگے مجھے اُردو کے بڑے بڑے لفظ بولنے کا شوق

دمکتے ہوئے چہروں کے ساتھ رخصت ہوتے ہیں۔ آجکل یہاں برطانیہ میں نماز فجر کوئی ساڑھے چار بجے کے قریب ہوتی ہے اور نماز عشاء نو بجے رات۔ کوئی سولہ سترہ گھنٹے کا دورانیہ بنتا ہے۔ اتنی صبح کے جاگے ہوئے پیارے حضور اوسطاً پندرہ سو خطوط ملاحظہ کرنے کے بعد، بڑے بڑے منصوبوں کی تفصیلات جانتے ہوئے ہدایات جاری کرنے کے بعد تمام دفتری ملاقاتوں کے بعد دنیا بھر سے آئی ہوئی غم اور خوشی کی خبروں کو سننے اور ہدایات جاری کرنے کے بعد جب شام سات آٹھ بجے ہر ملاقاتی کو فرداً فرداً اپنی کرسی سے اُٹھ کے ملتے ہیں تو جہاں ہمارے دل باغ باغ ہو جاتے ہیں وہیں دل چاہتا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بصد ادب و احترام ہاتھ جوڑ کے درخواست کی جائے کہ حضور آپ ہمارے آنے پہ تشریف فرما ہی رہا کریں آپ کو دیکھ کے ہی ہماری عید ہو جاتی ہے۔ ان ملاقاتیوں کی محبتوں

لے بیٹھا ہے۔ پیارے حضور نے دریافت فرمایا تھا کہ کیسے آنا ہوا۔ کہنا یہ تھا کہ بس اس لئے آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپکی زیارت کا موقع مل جائے لیکن کہہ آیا ہوں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپکو زیارت کا موقع مل جائے۔ کہنے لگے کہ میری بات پر حضور بہت مسکرائے تھے اُس وقت سمجھ نہیں آیا لیکن اب سمجھ آئی ہے کہ آپ کیوں مسکرائے تھے۔ پھر کئی ملاقاتی میری طرح کے ہوتے ہیں حضور انور کا موڈ دیکھے بغیر کہتے ہیں حضور ایک تازہ غزل پیش خدمت ہے۔ کئی ایسے بھی ہوتے ہیں جو باادب رہتے ہوئے، شستہ اردو بولنے کی آرزو میں عقیدت میں کہہ دیتے ہیں "حضور میں ابھی کل ہی تشریف لایا ہوں"۔ ایک صاحب ملاقات کرنے گئے واپسی پہ کمرے سے نکلتے نکلتے کہہ گئے حضور دعا کی عاجزانہ درخواست ہے میرا بڑا بیٹا قید ہوگیا ہے۔ ملاقات کے بعد حضور انور نے پرائیویٹ سیکریٹری صاحب کو فوراً ہدایت

فرمائی کہ انکے بیٹے کا پتا کروائیں کیوں قید ہوا ہے۔ تحقیق پر پتا چلا کہ اللہ کے فضل سے اُنکا بیٹا اپنے حلقے کا قائد بن گیا ہے۔ وہ قائد کو قید کہہ رہے تھے تو پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسکراتے ہوئے مختلف زبانوں، مختلف لہجوں مختلف استعدادوں مختلف مزاجوں اور مختلف ثقافتوں والے ان سب ملاقات کرنے والوں سے ایسی شفقت اور محبت سے ملتے ہیں ایسی دلداری فرماتے ہیں کہ چھوٹے بڑے سبھی دمکتے چہروں اور شاداب روح کے ساتھ واپس آتے ہیں۔ پنجابی زبان والوں سے پنجابی میں انگریزی دانوں سے انگریزی میں اور اردو بولنے والوں سے اردو میں گفتگو فرماتے ہیں اس ایک ڈیڑھ گھنٹے میں ملنے والوں کی سینکڑوں چھوٹی چھوٹی خواہشات ہوتی ہیں جنہیں حضور انور کمال خندہ پیشانی سے پورا فرماتے جاتے ہیں۔ سب بچوں کو تو چاکلیٹ ملتا ہی ہے کئی بڑے بھی فرمائش کر کے اپنی پسند کا چاکلیٹ طلب

کر رہے ہوتے ہیں۔ کسی کو تبرکاً پین کا تحفہ ملتا ہے تو کوئی حضور انور کے ساتھ تصویر بنانے کی درخواست کرتا ہے۔ کمرے سے نکلتے نکلتے بھی فرمائشیں ہو رہی ہوتی ہیں اور پیارے حضور مسکراتے ہوئے سب کی خواہشیں پوری فرماتے جاتے ہیں۔

پھر ہر جمعہ کے روز پیارے حضور تقریباً ایک گھنٹہ کھڑے ہو کے خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں جبکہ ہم سننے والے بیت الفتوح یا بیت الفضل کے نرم و گداز قالین پر بیٹھ کے سنتے ہیں یا دنیا کے دیگر ممالک کی احمدیہ مساجد میں یا گھروں میں احباب آرام سے بیٹھ کے سنتے ہیں۔ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کے حوالے سے محترم پرائیویٹ سیکریٹری صاحب سے بات ہو رہی تھی آپ نے بتایا ہر جمعہ کے لئے حضور انور خطبہ جمعہ تو خود ہاتھ سے تحریر فرماتے ہی ہیں اسکے علاوہ سارا ہفتہ اسکے لئے نوٹس بھی خود لکھتے جاتے ہیں اور قرآن پاک سے اور احادیث سے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے حوالہ جات بھی زیادہ تر خود تلاش کر کے تحریر فرماتے جاتے ہیں۔ پرائیویٹ سیکریٹری صاحب نے بتایا کہ بہت مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمیں خطبہ کے مضمون کا تو کیا موضوع تک کا بھی معلوم نہیں ہوتا اور حضور انور جمعہ کے روز مسجد فضل سے بیت الفتوح تشریف لے جاتے ہوئے بھی خطبہ کے لئے نوٹس تحریر فرماتے جاتے ہیں۔

معزز قارئین اگر ہم خطبات کے مضامین کو غور سے پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ کس طرح پیارے حضور افراد جماعت سے پیار کرتے ہیں اور ہماری دین و دنیا میں کامیابی کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیسے ہر وقت نصائح فرماتے رہتے ہیں کیسے پیارے حضور کی آرزو ہے کہ ہمارے دلوں میں ہمارے گھروں میں ہماری گلیوں میں ہمارے شہروں میں اور پوری دنیا میں امن ہو اور ہماری زندگیاں جنت نظیر ہو جائیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں میں شامل ہو جائیں۔ بہت عرصہ غالباً آٹھ سال پہلے کا ایک واقعہ ہے کہ میں پروگرام انتخاب سخن کر کے سٹوڈیو سے باہر نکلا تو فون کالز لینے والے نوجوانوں میں سے ایک نے بتایا کہ کوئی غیر از جماعت خاتون بضد ہے کہ پریزنٹر سے ہی بات کرنی ہے اور وہ بڑی دیر سے فون ہولڈ کروا کے بیٹھی ہے۔ بہرحال اُس سے بات ہوئی۔ اُس کا کہنا تھا کہ میرے خاوند نے مجھے سختی سے کہا ہوا تھا کہ ایم ٹی اے نہیں دیکھنا۔ اُس کے اس طرح سختی سے روکنے کی وجہ سے مجھے تجسس ہوا اور اب میں چھپ کے آپکے حضور کی باتیں سنتی ہوں اور میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آپکی جماعت ہی سچی جماعت ہے۔ میری طرف سے خلیفہ حضور کو کہنا کہ آپکی عقیدت مند ایک بیٹی فلاں شہر میں بھی رہتی ہے اُسے بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اس نے بااصرار کہا کہ جیسی آپکے خلیفہ باتیں

کرتے ہیں اگر ساری دنیا ان باتوں پر عمل کرے تو دنیا ایک جنت نظیر خطہ بن جائے۔ اُس نے کہا کہ وہ حضور کی باتیں سن کے دل سے احمدی ہو چکی ہے لیکن اپنے خاندان والوں کے خوف سے ایسا نہیں کہہ سکتی اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا کہ آپ یقین رکھیں کہ ہر پڑھا لکھا شخص جو آپکے خلیفہ کی باتیں سنتا ہے وہ اُنکی باتوں سے متفق ہے لیکن زمانے کے خوف سے خاموش ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیارے حضور کے خطبات نہ صرف ہمارے لئے بلکہ سب سننے والوں کے لئے سکینت کا باعث بنتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہر خطبے کا لب لباب یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت بیٹھ جائے، آنحضرت ﷺ کی محبت دلوں میں گھر کر لے اور پوری دنیا میں آپکی عظمت کا جھنڈا بلند ہو اور مسیح زمانہ کی محبت دلوں میں ایسے رچ بس جائے، ہمارے دلوں میں تقویٰ اس طرح پیدا ہو جائے کہ

کھانا ٹھیک طرح نہیں ملا اور اگلے خطبے میں حضور انور پوری دنیا کے احمدیوں کو مہمانوں کی خدمت کا حق ادا کرنے کی نصیحت فرما رہے ہوتے ہیں۔ دنیا کے کسی دور دراز کے ملک سے کوئی مصیبت زدہ لکھتا ہے کہ فلاں ادارے میں فلاں صاحب نے مجھ سے تعاون نہیں کیا اور حضور انور خطبہ جمعہ میں دنیا بھر کے دفاتر میں کام کرنے والوں کو عاجزی کی نصیحت فرماتے ہیں اور یہ کہ دفتر میں آنے والے افراد سے کرسی سے اُٹھ کے ملنا چاہئے اور ہر ممکن مدد کرنی چاہئے۔

ہم سب اس بات کے گواہ ہیں کہ حضور انور کے خطبات ہماری عام روزمرہ کی زندگیوں رہن سہن اور معاملات سے متعلق ہوتے ہیں اور عام آدمی کی سمجھ کے مطابق ہوتے ہیں۔ ایک نئے احمدی سے پوچھا کہ احمدیت کیسے قبول کی۔ کہنے لگے ٹی وی پر چینل بدلتے ہوئے حضور انور کا خطبہ جمعہ سنا

ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائیں پیارے حضور جس طرح ہر خطبے میں قرآن پاک کے حوالوں سے، احادیث کے حوالوں سے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تحریرات کے حوالے سے بار بار اور بار بار ہمیں عاجزی خاکساری درگزر اور احسان کے سلوک کا درس دیتے ہیں ہر دم ہر آن ہر تحریر ہر خطبے میں پیارے حضور کی خواہش ہوتی ہے کہ ہماری زندگیاں آسان بن جائیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں میں شامل ہو جائیں۔

حضور انور کا ہر ہر خطبہ جمعہ دراصل دنیا بھر سے دوران ہفتہ ملنے والے ہمارے ہزاروں خطوط کا، ہزاروں سوالات کا جواب ہوتا ہے اور ہزاروں دنیاوی مسائل کا حل ہوتا ہے اور دائمی کامیابیاں پانے کا نسخہ کیمیا ہوتا ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ ادھر کسی مفلوک الحال درویش صفت احمدی نے حضور انور سے مل کے یا خط کے ذریعے ذکر کیا کہ فلاں ملک کے جلسے میں مجھے

تو میں تو حیران رہ گیا اور مجھے لگا کہ وہ میرے سب حالات جانتے ہیں اور میری تربیت کے لئے صرف اور صرف مجھے سمجھا رہے ہیں۔ خطبہ سننے کے بعد میں نے کوئی کتاب نہیں پڑھی کوئی دلیل نہیں مانگی ایک احمدی دوست کو کہا مجھے بیعت فارم لا دو اور خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارشیں دیکھی ہیں۔ اسی طرح جلسہ سالانہ برطانیہ کے دنوں میں ایک دوست سے ملاقات ہوئی جنہوں نے حضور انور کے خطبات سن کے احمدیت قبول کی تھی۔ کہنے لگے کہ میں امریکہ میں اپنے وطن کا پاسپورٹ بنوانے کے لئے اپنے ملک کی ایمبیسی میں گیا۔ وہاں پاسپورٹ فارم پہ سب دستخط کر کے جب فارم ان کے حوالے کیا تو ایمبیسی والے کہنے لگے کہ آپ نے اس اقرار نامے پر دستخط نہیں کئے۔ اب یہ دوست بہت پڑھے لکھے اور ہر چیز کو عقل اور منطق کی کسوٹی پر پرکھنے والے تھے کہنے لگے کہ جس شخص کے متعلق

آپ کہہ رہے ہیں کہ تصدیق کروں کہ میں انکو سچا نہیں مانتا میں نے تو انکا نام ہی پہلی دفعہ سنا ہے اور میں انکو جانتا ہی نہیں ہوں میں کیسے دستخط کر کے تصدیق کروں کہ فلاں شخص سچا نہیں ہے۔ انہوں نے کہا دستخط کے بغیر پاسپورٹ نہیں مل سکتا۔ یہ فارم لے کے گھر آئے اور جاننے والوں سے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے۔ پوچھتے پوچھتے جماعت کی کتابیں پڑھنے لگے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سننے لگے۔ پوری تحقیق کے بعد ایمبیسی گئے انہوں نے پوچھا اب دستخط کر دیئے ہیں۔ کہنے لگے میں نے اُس جگہ دستخط تو نہیں کئے الحمدللہ میں نے احمدیت قبول کر لی ہے۔

قارئین کرام پیارے حضور سینکڑوں خطوط کے جوابات دینے کے ساتھ ساتھ۔ سینکڑوں انتظامی امور کی دیکھ بھال فرماتے ہوئے روزانہ بہت سی دفتری اور انفرادی ملاقاتوں کے ساتھ اور دیگر تمام تر مصروفیات کے رہے ہوتے ہیں۔ قارئین کرام ہر خطبے اور ہر خطاب میں پیارے حضور کی خواہش ہوتی ہے کہ ہمیں حقیقی اور دائمی خوشیاں نصیب ہو جائیں۔ ابھی حال ہی کے خطبہ عید کو غور سے سنیں۔ پیارے حضور کے ایک ایک لفظ سے ایک ایک فقرہ سے کیسے اس خواہش کا اظہار چھلکتا ہے کہ ہمیں حقیقی عیدیں نصیب ہوں ہماری زندگیاں جنت مثال بن جائیں ہماری یہ زندگی بھی جنت بن جائے اور آخرت میں بھی ہم سرخرو ہوں۔ کیسے حضور کو فکر ہے کہ کہیں ہم عارضی عیدوں کی مصروفیات میں حقیقی عیدوں سے غافل نہ ہو جائیں۔

قارئین کرام آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہر ملک کے اور ہر قوم کے احمدی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے صحبت سے یکساں فیض پاتے ہیں۔ پچھلے دنوں ملک شام کے ایک شامی احمدی بھائی کے ساتھ نشست کا موقع ملا۔ اُنکی باتیں سن کے حیرانی ہوئی کہ وہ تو

ساتھ ساتھ ہم سب کے لئے ہر خطبہ جمعہ اتنی محنت سے لکھتے ہیں تو ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ ہم اسے ایسے سنیں گویا پیارے حضور صرف اور صرف ہم سے مخاطب ہیں اور صرف اور صرف ہمیں نصیحت فرما رہے ہیں۔ حضور انور کی مصروفیات اس قدر ہیں کہ حضور کے تھوڑے کہے کو ہی زیادہ سمجھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے آمین۔

خطبہ جمعہ کے دوران جو کاغذات ہم حضور انور کے مبارک ہاتھوں میں دیکھتے ہیں وہ حضور انور کے خود اپنے ہاتھوں سے لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ حوالہ جات یعنی قرآن پاک کی آیات، احادیث مبارکہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات وغیرہ بعض اوقات ٹائپ یا فوٹو کاپی کی صورت میں ہو سکتے ہیں۔ اور جیسا کہ محترم منیر جاوید صاحب نے بتایا تھا کہ حضور انور تو خطبہ جمعہ کے لئے بیت الفتوح جاتے جاتے بھی نوٹس لکھ

اپنی زندگی کا ایک ایک قدم اور ایک ایک فیصلہ حضور انور کے مشورہ سے کرتے ہیں اور حضور انہیں، انکے بچوں کو انکے بھائیوں کو ناموں سے جانتے ہیں اور ان سب کا ماننا تھا کہ جتنا حضور انہیں وقت دیتے ہیں شائد ہی کسی کو دیتے ہوں۔ یہی حال عربی بھائیوں کا ہے ان کے پاس بیٹھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی تمام تر توجہ کا مرکز وہی ہیں اور یہی حال ہر خطے کے لوگوں کا ہے۔

اب یہ جو ساری مصروفیات لکھی ہیں اگر انکے وقت کو جمع کیا جائے تو سرسری نگاہ سے صرف خط دیکھنے کے لئے بھی پندرہ سو منٹ بنتے ہیں جبکہ ایک دن رات میں کل چودہ سو چالیس منٹ ہوتے ہیں۔ حضور انور کی مصروفیات اور ایک دن میں ہونے والے کام کوئی عام انسان ایک ہفتے میں بھی احسن طریقے سے سرانجام نہیں دے سکتا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ”صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں۔ اک نشان

کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار۔'' حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کی ایک دن کی ڈائری دیکھ کے ہی کوئی بھی سعید فطرت شخص اس بات کی گواہی دے گا کہ اللہ تعالی کی تائید و نصرت کے بغیر یہ سب ممکن ہی نہیں ہے۔

اوپر بیان کی گئی ساری مصروفیات کے علاوہ مختلف تنظیموں کی طرف سے منعقد کی گئی تقریبات میں شرکت اور خطابات الگ ہیں۔ مساجد کے سنگ بنیاد رکھنے اور افتتاح کرنے الگ ہیں۔ مختلف ممالک کے دورہ جات اور جلسوں اور پروگراموں میں شرکت الگ ہے۔ برطانیہ میں جو بڑی بڑی تقریبات منعقد ہوتی رہتی ہیں وہ الگ سے ہیں۔ احمدی احباب سے ملاقات کے علاوہ جو دنیا بھر سے غیر از جماعت مہمان یا صحافی ہیں اُن کو جو وقت دیا جاتا ہے وہ الگ سے ہے۔ برطانیہ میں ایک جلسے کے بعد میں کسی انگریز صحافی کو

اُسکے گھر تک چھوڑنے جا رہا تھا راستے میں باتوں باتوں میں مجھے کہنے لگا کہ ہر چند کہ میں ایک پختہ عقیدہ رکھنے والا عیسائی ہوں لیکن آپکے امام جماعت سے مل کے اور اُنکی مصروفیات کو دیکھ کے میں یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کوئی روحانی قوت انکی مدد کر رہی ہے۔ میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ کروڑوں افراد کی جماعت میں سے ہر کوئی دعوی کر رہا ہے کہ میرے امام مجھے جانتے ہیں۔ اُس کا کہنا تھا کہ اُسکے بیس سالہ دور صحافت میں اُس نے کبھی اتنا بڑا اجتماع اتنا منظم نہیں دیکھا اور اطاعت کا ایسا نظارہ نہیں دیکھا۔ میرے بتانے پر کہ ہمارے امام کو روزانہ بذریعہ ڈاک اور فیکس کوئی پندرہ سو کے قریب خطوط ملتے ہیں اور روزانہ ان پندرہ سو خطوط کے جوابات فرداً فرداً خط لکھنے والوں کے گھر بھجوائے جاتے ہیں۔ کہنے لگا اب آپ یقیناً مذاق کر رہے ہیں۔ قارئین آپ اور میں جانتے ہیں کہ یہ کوئی مذاق نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

آج سے کوئی پانچ چھ سال پہلے کی بات ہے خاکسار اور مکرم سید حسن خان صاحب کسی اخبار کے لئے مکرم و محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے کا تفصیلی انٹرویو کرنے اُنکے گھر پہنچے۔ محترم امیر صاحب نے خلافت کی برکات کے بہت سے پہلوؤں کا ذکر کیا اور اس کے ساتھ ایک بات کا بار بار شدت سے اظہار کیا۔ آپ کا کہنا تھا کہ مجھے آج تک ایک بات بالکل بھی سمجھ نہیں آئی کہ بعض خوش خبریاں صرف مجھے معلوم ہوتی ہیں اور میری شدید خواہش ہوتی ہے کہ میں فوری طور پہ خود جا کے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کو اطلاع کروں لیکن حیرت انگیز طور پر حضور انور کو اس بات کا پہلے سے علم ہوتا ہے حالانکہ وہ بات میں نے کسی کو بھی نہیں حتی کہ حضور کے پرائیویٹ سیکریٹری صاحب کو بھی نہیں بتائی ہوتی۔ امیر صاحب کے اس انٹرویو کو کئی سال گزر گئے لیکن امیر صاحب کی یہ بات مجھے بطور خاص یاد رہ گئی۔ ایک روز اتفاقاً میری ملاقات مکرم منیر جاوید صاحب پرائیویٹ سیکریٹری صاحب سے اُن کے دفتر میں ہوئی۔ وہ سر جھکائے ساتھ ساتھ حسب معمول خطوط کو ترتیب سے مختلف فائلوں میں لگا رہے تھے۔ ساتھ ساتھ مختلف فون کالز بھی اٹینڈ کر رہے تھے۔ میں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے فوراً اُن سے اس واقعہ کا ذکر کیا کہ ایک مرتبہ مکرم امیر صاحب رفیق حیات صاحب نے کہا تھا کہ پتا نہیں کیسے لیکن جو بھی بات میں حضور انور کو بتانے جاتا ہوں وہ حضور کو پہلے سے ہی معلوم ہوتی ہے۔ یہ بات سن کے مکرم پرائیویٹ سیکریٹری صاحب بے اختیار کھل کھلا کے ہنسے اور ساری مصروفیات چھوڑ کے میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ آپکو ایک بات بتاؤں۔ میں بہت خوش ہوا کہ مجھے راز بتانے لگے ہیں۔ کہنے لگے یہی بات تو مجھے خود آج تک سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیسے ہو جاتا ہے میرے ساتھ بھی بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے

کہ میں حضور انور کو کوئی اطلاع دینے جاتا ہوں کہ حضور فلاں ملک سے اطلاع آئی ہے اور اس سے پہلے کہ میں کچھ اور کہوں حضور انور بتا دیتے ہیں کہ مجھے علم ہے یہ بات ایسے ایسے ہوئی ہے ۔محترم پرائیویٹ سیکریٹری صاحب کا کہنا تھا ہم تو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشان اور خلیفہ وقت اور جماعت کے افراد میں محبتوں کے اور دلی تعلق کے نظارے ہر روز اور ہر وقت دیکھتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے کہ خلیفہ وقت کا جماعت کے ساتھ دل و جان سے محبت کا ایسا رشتہ ہے ایسا روحانی اور قلبی تعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ مختلف ذرائع سے حضور انور کو دنیا بھر کے احمدیوں کے حالات سے خود ہی باخبر رکھتا ہے۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کا کارکن ہونے کے ناطے مجھے علم ہے کہ ایم ٹی اے کے تمام شعبے حضور انور کی براہ راست راہنمائی میں کام کرتے ہیں۔اتنی

مصروفیات کے باوجود پیارے حضور ہر شعبہ کے منتظمین کو اتنی تفصیل سے ہدایات جاری فرماتے ہیں اور ایسی باریک بینی سے تفصیلات کا جائزہ فرماتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی حمد کئے بغیر نہیں رہ سکتا جس نے ہمیں خلافت جیسی نعمت سے نوازا ہے۔ایم ٹی اے کے بہت سے پروگراموں میں سے انتخاب سخن بھی ایک پروگرام ہے۔اس پروگرام میں بہت سے احمدی احباب و خواتین بچے بچیاں اس خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ پیارے حضور کو اُنکی طرف سے السلام علیکم کہا جائے۔پیارے حضور نے یہ ہدایت فرمائی ہوئی ہے کہ جو مجھے السلام علیکم کا پیغام بھجوائیں انہیں میری طرف سے وعلیکم السلام کہہ دیا کریں۔ خاکسار ہر پروگرام میں بغیر بھولے حضور انور کے ارشاد کی تعمیل میں اس ہدائت پر عمل کرتا ہے۔ایک پروگرام میں، میں یہ کہنا بھول گیا۔میں دعا کر رہا تھا کہ یا اللہ حضور نے یہ پروگرام نہ دیکھا ہو۔اُس کے تھوڑے دنوں بعد محمود ہال مسجد فضل لندن میں کسی تقریب میں خطاب کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس تشریف لے جارہے تھے۔میں بھی ہجوم میں کھڑا تھا۔پیارے حضور انور میرے قریب آئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا پچھلے پروگرام میں آپ نے میری طرف سے وعلیکم السلام نہیں کہا یاد سے کہا کریں حضور انور یہ فرما کے آگے تشریف لے گئے۔ میں گم سم حیران و ساکت کہ حضور انور کی اتنی مصروفیات اور ایک چھوٹے سے پروگرام پہ اتنی نظر اور شفقت اور ایم ٹی اے کے ناظرین کا اتنا خیال۔اے چھاؤں چھاؤں شخص تری عمر ہو دراز۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی از حد مصروفیات کا ذکر ہو رہا ہے۔ہم نے ایسے وقت بھی دیکھے ہیں کہ ادھر کسی بہت پیارے کا نماز جنازہ پڑھایا ہے اور پھر کچھ دیر کے بعد کسی بچی یا بچے کے نکاح کا اعلان ہو رہا ہے کیوں کہ اُنکی اس تقریب کی منظوری انہوں نے شائد ہفتوں مہینوں پہلے سے لے رکھی ہو۔

ہم نے ایسے وقت بھی دیکھے ہیں کہ جب لاہور میں ایک ہی دن میں اسی نوے معصوم احمدیوں کو خون میں نہلا دیا گیا لیکن اُس روز بھی ایم ٹی اے کے ذریعے دنیا بھر کے لوگوں نے یہ منظر دیکھا کہ آپکی آنکھوں پہ ضبط کے بے مثال پشتوں نے سینے میں غم کے چھلکتے ہوئے سمندر کا ایک قطرہ بھی باہر نہیں آنے دیا۔

ہم نے وہ دن بھی دیکھے ہیں جب پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی والدہ محترمہ کی وفات کی المناک خبر کی اطلاع دیتے ہیں اور نماز جنازہ پڑھاتے ہیں اور پھر اگلے روز ہی تمام تر دفتری مصروفیات میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

ہم نے وہ دن بھی دیکھا ہے کہ جب پیارے حضور اپنے اکلوتے

بیٹے مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب کی شادی میں شریک ہوتے ہیں بالکل اُسی طرح جیسے کسی اور کارکن کے بچے کی شادی میں شریک ہوتے ہیں۔ دن بھر کی دفتری مصروفیات کے بعد جب شادی کی تقریب میں تشریف لائے تو اُتنا ہی وقت تشریف فرما رہے جیسا کہ معمول کے مطابق ہوتا ہے۔

ہر روز نئے فکر ہیں ہر شب ہیں نئے غم۔ یا رب یہ مرا دل ہے کہ مہمان سرا ہے

چونکہ ساری جماعت احمدیہ ایک خاندان کی طرح ہے اس لئے آئے دن کسی نہ کسی پیارے کی رحلت کی یا شہادت کی المناک خبر بھی ملتی ہے لیکن پیارے حضور یہ سب غم سینے میں چھپائے ہم سب کے غم بانٹنے میں مصروف رہتے ہیں اور ہمیں مسکرا کے ملتے ہیں۔

پیارے بھائیو ہمارے پیارے حضور ہمارے لئے کیا کچھ نہیں کرتے۔ کیا ہمارا فرض نہیں بنتا کہ ہم اپنی ہر نماز میں اور ہر دعا میں اپنے

پیارے آقا ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کو یاد رکھیں اور اپنے قول سے اور اپنے کردار سے یہ ثابت کریں کہ ہم اپنے محبوب امام سے پیار کرنے والے ہیں اور آپکے ارشادات پر دل و جان سے لبیک کہنے والے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کی مصروفیات اس قدر ہیں کہ اگر ہماری درخواست پر پیارے حضور ہماری کسی تقریب میں یا ہماری خوشیوں میں مثلاً ہمارے بچوں کی شادیوں وغیرہ میں شریک نہ ہوں سکیں تو ہرگز ہرگز دل گرفتہ نہیں ہونا چاہئے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ہفتوں مہینوں بلکہ بعض معاملات میں سالوں پہلے سے حضور کی روزانہ کی مصروفیات اور پروگرام طے شدہ ہوتے ہیں۔ ملاقاتی ہزاروں میل کے فاصلے طے کر کے آئے ہوتے ہیں۔ ہر روز ایک نہیں بلکہ بہت سی ایسی درخواستیں اور دعوتیں ہوتیں ہیں جن سے پیارے حضور کو بڑے بوجھل دل سے شرکت سے معذرت کرنی پڑتی ہے۔ میں نے ایسی بہت سی شادیوں میں شرکت کی ہے کہ جہاں شادی والے بچے یا بچی کے والدین کی جماعت کے لیے بڑی لمبی نمایاں خدمات ہیں اور نمایاں مقام ہے لیکن پیارے حضور ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز بوجہ دیگر مصروفیات شریک نہ ہوئے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ پیارے حضور جو ہر جمعہ کے روز ایک گھنٹے کے لئے خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں وہ ہمارے لئے ہی تو ہوتا ہے، حضور ہمیں ہی تو وقت دیتے ہیں ہم سے ہی تو گفتگو کرتے ہیں ہم سے ہی تو ملاقات کرتے ہیں اور ہماری بھلائی اور فائدے کی ہی تو باتیں کرتے ہیں۔ دنیا بھر میں جو مساجد مشن ہاؤس اور دیگر فلاحی منصوبے ہیں وہ ہمارے لئے اور ہماری نسلوں کے لئے ہی تو ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر وقت پیارے حضور کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور دعا کیلئے ہمیشہ انہیں خط لکھتے رہیں۔ خطوط میں جہاں ہم اپنی عارضی دنیاوی مشکلات کا ذکر کرتے ہیں وہیں پہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی چھوٹی چھوٹی خوشیوں کا ذکر بھی حضور سے کرتے رہیں۔ خدا کرے کہ ہم ہمیشہ حضور کو خوش خبریاں دینے والے ہوں۔ ویسے بھی ہم احمدیوں پر اللہ تعالی کے جتنے فضل ہیں وہ بھی بیان سے باہر ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا وہ شعر ''اک قطرہ اُسکے فضل نے دریا بنا دیا۔ میں خاک تھا اُسی نے ثریا بنا دیا'' ہر احمدی پر کسی نہ کسی رنگ میں ضرور پورا اُترتا ہے۔ تو ہمیں اپنے خطوں میں ان فضلوں کا برکتوں کا اور خوشخبریوں کا بھی لازمی طور پہ ذکر کرنا چاہئے۔

یہاں پہ میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کی مصروفیات کا تذکرہ ایک مضمون میں کرنا ناممکن ہے بلکہ شائد ایک کتاب بھی کم ہے۔ ویسے بھی اس مضمون میں صرف روزمرہ

کی مصروفیات کا مختصر طور پہ ذکر ہے۔ دیگر مصروفیات الگ سے ہیں۔ دنیا بھر کے تمام احمدیوں کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ خلیفہ وقت کے پاس جا کے ملاقات کا شرف حاصل کریں لیکن سب کے پاس اتنے وسائل نہیں ہوتے اسلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاں جہاں ممکن ہو وہاں پہنچ کے احمدیوں سے ملتے ہیں اور اُنکے حالات جانتے ہیں۔ میں بیرون ممالک دورہ جات کی بات کر رہا ہوں۔ برطانیہ سے سنگاپور، نیوزی لینڈ، جاپان اور آسٹریلیا جانا آسان نہیں ہوتا۔ قارئین میں سے جو جہاز سے سفر کرتے رہتے ہیں وہ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ یہ سفر بڑا تھکا دینے والا ہوتا ہے۔ لندن سے سڈنی آسٹریلیا کوئی چھبیس گھنٹے کی فلائٹ ہے۔

اللہ تعالیٰ قدم قدم پہ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حافظ و ناصر ہو۔ آپکو صحت و شفایابی والی عمر دراز عطا فرمائے پوری دنیا

میں اسلام احمدیت کا غلبہ ہو۔ خدا کرے کہ ہم حضور انور کے تھوڑے کہے کو ہی بہت سمجھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حقیقی معنوں میں اطاعت کی توفیق دے سچی محبت اور بے مثال پیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ میں دنیا کے ایسے ملک بھی دیکھ آیا ہوں جہاں ملک کے ممبران پارلیمنٹ بھی عام بسوں میں سفر کرنے کے لئے لائن میں کھڑے ہوتے ہیں اور لبنان اور اسرائیل کے باڈر بھی دیکھ آیا ہوں جہاں دس دس سال کے بچے سکول اس طرح جا رہے تھے کہ بستے کے ساتھ کلاشنکوف بھی گلے میں لٹکائی ہوئی تھی۔ دنیا کے آزاد ترین ملک بھی دیکھ لئے ہیں اور دمشق کے تہہ خانوں میں چالیس دن قید کاٹ کے وہاں کے زندانوں میں زندہ انسانوں کے ڈھانچے بھی دیکھ کے آیا ہوں۔ میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج اگر پوری دنیا میں امن اور انصاف کی کوئی ضمانت ہے تو وہ

خلافت احمدیہ ہی ہے۔ دنیا ایک نہیں درجنوں نئے نظام بنا لے درجنوں تھنک ٹینک بنا لے الٰہی نوشتوں کو نہیں بدلا جا سکتا۔ اگر دنیا چاہتی ہے کہ دنیا ایک مرتبہ پھر امن کا گہوارہ بن جائے، قافلے سلامت اپنی منزلوں کو پہنچیں، ہزاروں لاکھوں کے ہجوم میں بھی کوئی کمزور و ناتواں کسی کے پاؤں تلے نہ کچلا جائے، سسکتی ہوئی انسانیت کی آنکھ کے آنسو خوشیوں کے ستاروں میں بدل جائیں اور نفرت تعصب اور بارود کے دھوئیں میں اٹے ہوئے منظر، محبتوں سے سر سبز شاداب نظاروں میں بدل جائیں تو لازماً امام وقت کو ماننا ہوگا۔ دنیا کا کوئی نظام خدا کے بنائے ہوئے نظام سے بہتر نہیں ہو سکتا۔ خدا کرے کہ محبتوں کا رحمتوں کا برکتوں کا یہ سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر رہے آمین،